ہیلی کاپٹر حادثہ ہوا یا کرایا گیا؟

کئی بار ایک لیڈر کی موت امیدوں کی موت لگتی ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ رب کائنات نئی امیدیں پیدا کرتا رہتا ہے۔ پھر بھی اچھے لیڈروں کے جانے کا دکھ تو ہوتا ہی ہے اور ایرانیوں کے ساتھ مسلم دنیا کے لوگوں کو بھی ابراہیم رئیسی کے انتقال کا دکھ ہونا فطری ہے۔ مشکل حالات میں بھی وہ ایران کے تشخص کی حفاظت کرتے ہوئے اسے آگے بڑھا رہے تھے۔ یوکرین جنگ کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے روس کے خلاف ہوجانے کے باوجود ایران کی اس وجہ سے بھی اس سے قربت رہی کہ ابراہیم رئیسی یہ جانتے تھے، دوست کا انتخاب ایران کو اپنے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے کرنا ہے۔ چین سے تعلقات مستحکم کرکے ابراہیم رئیسی نے یہ اشارہ دینے کی کوشش کی تھی کہ وہ جانتے ہیں، امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں کی پابندیوں کو بے اثر کیسے کرنا ہے۔ ابراہیم رئیسی کے دور میں وطن عزیز ہندوستان سے ایران کے مستحکم تعلقات رہے۔ رئیسی حکومت نے ایک سے زیادہ بار یہ اشارہ دیا کہ چین سے ایران کے بڑھتے تعلقات کے اثرات ہندوستان سے اس کے تعلقات پر نہیں پڑیں گے۔ یمن جنگ میں ایران کے حوثیوں کی پشت پر ہونے کی بات کہی جاتی رہی ہے۔ سعودی عرب سے اس کے تعلقات خراب رہے ہیں مگر بیجنگ میں چین کی ثالثی میں ایران اور سعودی عرب نے تعلقات استوار کر لیے۔ تعلقات کی استواری یہ اشارہ تھا کہ ابراہیم رئیسی آپس میں لڑنے کے حق میں نہیں، وہ ایران اور سعودی عرب کے خانوں میں مسلم دنیا کو بانٹنا نہیں چاہتے۔ اپنے قول وعمل سے یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ ایران کی ترقی اور اس کے مستحکم ہونے سے دشمن ممالک کو ہی خوفزدہ ہونا چاہیے، کسی اور ملک کو نہیں۔ ترکیہ کی اسرائیل پالیسی تذبذب میں مبتلا رہی ہے، کئی عرب ملکوں نے اسرائیل سے تعلقات کی استواری کا اعلان کر دیا اور کچھ ممالک کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اسرائیل سے تعلقات استوار کرلیں گے، ابھی نہیں کر پا رہے ہیں، کیونکہ غزہ جنگ جاری ہے مگر ایران کی اسرائیل پالیسی واضح رہی ہے۔ اسی لیے غزہ جنگ کے سلسلے میں ایرانی صدر ابراہیم نے گنجلک بیان نہیں دیا، ان کا موقف واضح تھا۔ دنیا کے ان حالات میں ایران کی اہمیت اور اس کے رول کو دیکھتے ہوئے یہ شبہ فطری ہے کہ ابراہیم رئیسی کے ہیلی کاپٹر کا حادثہ ہوا یا کرایا گیا؟ اس سلسلے میں امریکہ کے سینیٹر چک شومر نے امریکی خفیہ ایجنسیوں سے گفتگو کی بنیاد پر ابراہیم رئیسی کے ہیلی کاپٹر حادثے میں کسی سازش سے انکار کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، 'امریکہ کے وزیر دفاع لائیڈ آسٹن سے سوال پوچھا گیا کہ کیا انہیں اس بات کی تشویش ہے کہ ایران امریکہ پر الزام عائد کرسکتا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں- اس ہیلی کاپٹر کریش میں امریکہ کا کوئی رول نہیں تھا' اور خبروں کے مطابق، یہ بھی سچ ہے کہ ایران نے رئیسی کے ہیلی کاپٹر کی تلاش میں امریکہ سے مدد مانگی تھی لیکن اس نے مدد نہیں کی۔ اسرائیل کو رئیسی کے انتقال پر بھی ایران کے موقف میں تبدیلی کی امید نہیں ہے۔ اسے لگتا ہے کہ ایران نے اپنا صدر کھویا ہے، موقف نہیں کھویا۔ رئیسی کے ہیلی کاپٹر میں کئی اور اہم شخصیات بھی تھیں جنہیں جانیں گنوانی پڑی ہیں۔ ان میں ایرانی وزیر خارجہ حسین امیر عبداللہیان بھی شامل ہیں۔ وہ اب تک کے ایرانی وزرائے خارجہ میں اس لیے بھی اہمیت کے حامل تھے کہ انہیں چنوتی بھرے حالات ملے، اس کے باوجود وہ ایران کے موقف سے دنیا کو واقف کرانے میں کامیاب رہے۔ حسین مسکراتے ہوئے جو بات کہہ جاتے تھے، کئی بار لیڈران سنجیدگی سے بھی وہ بات نہیں کہہ پاتے ہیں۔ بہت ہی کم مدت میں ایرانی وزیر خارجہ حسین امیر عبداللہیان ایران کی توانا آواز بن گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر حادثے میں ابراہیم رئیسی اور حسین امیر عبداللہیان کا انتقال ایرانیوں کے لیے صدمے کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے دو اہم لیڈروں کو کھو دیا ہے اور مسلم دنیا کے لوگوں کے لیے بھی یہ صدمے کی بات ہے، کیونکہ مسلمانوں میں حالات کی چنوتیوں کو سمجھنے اور ان سے مؤثر انداز میں نمٹنے والے لیڈروں کی کمی ہے۔ اس ہفتے کا 'دستاویز' ایران میں ہوئے اس ہیلی کاپٹر حادثے پر مبنی ہے جس میں دو نہایت اہم ایرانی لیڈروں کو جانیں گنوانی پڑی ہیں:

رئیسی اور امیر عبداللہیان کو سیکورٹی اور انٹلی جنس ایجنسیوں نے 40 سال پرانے ایک ہی ہیلی کاپٹر میں سفر کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ کیا یہ واقعی ایک سازش تھی یا اس کے پیچھے کسی کا ہاتھ تھا؟ یہ صرف وقت ہی بتاسکے گا۔

مسلم دنیا نے کھوئی اپنی باثر آواز!

اسد مرزا

''ایرانی صدر ابراہیم رئیسی، جو 19 مئی، 2024 کو آذربائیجان کے پہاڑی سرحدی علاقے میں ہیلی کاپٹر گرنے سے ہلاک ہو گئے تھے، وہ مکمل طور پر حکومت کے وفادار تھے اور ان کا انتقال ملک کی قیادت کے لیے شدید دھچکا ثابت ہوسکتا ہے۔''

ہیلی کاپٹر کے حادثے سے رونما ہونے والی تبدیلیاں ایرانی ریاست پر اہم اثرات مرتب کرسکتی ہیں، جو کہ فی الوقت ملکی چیلنجوں اور علاقائی اور بین الاقوامی محاذ آرائی سے دوچار ہے۔

ابراہیم رئیسی کون تھے؟:

1979 کے ایرانی انقلاب کے بعد سے رئیسی نے اسلامی جمہوریہ کے ایک پرعزم حمایتی اور سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کے ایک ممتاز حامی کے طور پر کام کیا تھا۔ 2021 میں صدر بننے سے پہلے رئیسی سپریم لیڈر کے دائرۂ کار میں عدلیہ کی وزارت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ 2006 سے رئیسی نے ماہرین کی اسمبلی میں خدمات انجام دیں، یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو سپریم لیڈر کی تقرری اور نگرانی کرتا ہے۔ اپنی کم گوئی اور فصاحت کی کمی کے باوجود، یہ خیال کیا جاتا تھا کہ 63 سالہ رئیسی کو 85 سالہ خامنہ ای کی جگہ سپریم لیڈر کے طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔

ایک متنازع سیاسی ریکارڈ:

مقامی طور پر رئیسی کی صدارت حکومت کے لیے ایک قانونی بحران اور سماجی چیلنجوں کا سبب اور نتیجہ دونوں ہی تھی۔ انہوں نے متنازع طور پر 2021 کے صدارتی انتخابات میں امیدواروں کی جانچ کرنے والی گارڈین کونسل کی جانب سے امیدواروں کی ایک بڑی تعداد کو نامنظور کیے جانے کے بعد اور انتخابات میں تاریخی طور پر اب تک سب سے کم ووٹ حاصل کرکے فتح حاصل کی تھی۔ اپنے قدامت پسند رائے دہندگان کو خوش کرنے کے لیے رئیسی اور ان کی حکومت نے اخلاقی پولیس کو دوبارہ متحرک کیا اور معاشرے پر مذہبی پابندیاں دوبارہ عائد کردیں۔ دریں اثنا، رئیسی کے دور میں ایران کی معیشت کو حکومتی کنٹرول کے تحت لانے کے ساتھ ساتھ امریکی پابندیوں کی وجہ سے نقصان بھی اٹھانا پڑا اور ابھی بھی وہ اس سے دوچار ہے۔ اور اس کی وجہ سے تہران کی جانب سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے حق میں بیرون ملک اشتعال انگیزیوں کے جواب میں شدت اختیار کرگئی ہیں۔

رئیسی کی صدارت میں گھریلو انتشار کے ساتھ ساتھ ایران کے علاقائی اور بین الاقوامی کردار میں بھی بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سپریم لیڈر کے طور پر خامنہ ای خارجہ پالیسی پر حتمی رائے رکھتے ہیں۔ لیکن رئیسی نے ایک ایسی ریاست کی صدارت کی جس نے اپنے مخالفین، خاص طور پر امریکہ اور اسرائیل کے خلاف تصادم کا راستہ جاری رکھا جس کی وجہ سے ایران مغربی دنیا سے آہستہ آہستہ دور ہوتا چلا گیا۔ رئیسی کی قیادت میں ایران جوہری معاہدے کو بحال کرنے سے گریزاں رہا اور اس کی وجہ سے اسے بڑھتی ہوئی امریکی پابندیوں کا سامنا بھی رہا۔ اس کے باوجود ایران نے یورینیم کی افزودگی کے پروگرام میں اضافہ کیا ہے، بین الاقوامی معائنہ کاروں کو ایران آنے سے روکا ہے اور جوہری صلاحیت والی ریاست بن گئی ہے۔ رئیسی نے اپنے پیش رو حسن روحانی کی ''مشرق کی طرف دیکھو'' کی پالیسی کو بھی جاری رکھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اور ان کی حکومت نے چین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات کو آگے بڑھایا۔ بدلے میں بیجنگ نے ایرانی تیل درآمد کرکے اور مارچ 2023 میں ایران اور سعودی عرب کے درمیان ایک سفارتی معاہدے کی ثالثی کرکے ایران کی مالی اور سفارتی مدد کی۔ رئیسی کی صدارت میں ایران امریکہ اور مغرب مخالف تنازعات کے اتحادی اور حمایتی کے طور پر کام کرتا رہا، یوکرین میں استعمال کے لیے روس کو جنگی ڈرون فراہم کرتا رہا اور مشرق وسطیٰ میں مختلف علاقائی گروپوں کو اسلحہ فراہم کرتا رہا۔

7 اکتوبر 2023 کو غزہ میں جنگ شروع ہونے کے بعد سے خامنہ ای اور رئیسی کی قیادت میں ایران نے اپنے علاقائی اتحادیوں کو اسرائیل اور امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے فعال کرنے کے درمیان ایک نازک توازن برقرار رکھا تھا اور دونوں ممالک کے ساتھ براہ راست تصادم سے گریز کیا تھا، جو روایتی طور پر اس کے دشمن رہے ہیں۔ اگرچہ رئیسی خارجہ پالیسی کے لیے براہ راست ذمہ دار نہیں رہے تھے، لیکن ان کی صدارت کے دوران ایرانی حکومت کی جانب سے خود کو قائم بین الاقوامی نظام سے مزید دور کرنے اور مغرب کے مخالف ممالک کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کی کوششوں میں انہوں نے کلیدی حامی کے طور پر کام کیا۔

صدارت میں تبدیلی کے معنی:

رئیسی سپریم لیڈر خامنہ ای کے ایک طویل عرصے سے وفادار، حکومت کے اندرونی معاملات پر گرفت رکھنے اور حل کرنے والے اور ان کے ممکنہ جانشین تھے۔ ان کے جانے کے بعد علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف اتحادیوں کے ساتھ مضبوط تعلقات کو استوار کرنا اور روایتی مخالفین کے خلاف حسابی تصادم کو آگے بڑھنے کی شکل میں سامنے آسکتا ہے۔

رئیسی اور ہندوستان - ایران تعلقات:

ابراہیم رئیسی اور ان کے وزیر خارجہ امیر عبداللہیان ایران کی چابہار بندرگاہ پر ہندوستان کی کچھ بڑی سرمایہ کاری کے اختتام کی کلید تھے، جو پاکستان میں چین کی مالی امداد سے چلنے والی گوادر بندرگاہ سے صرف 200 کلومیٹر دور واقع ہے اور وسطی ایشیا کے راستے روس کے ساتھ ہندوستان کے رابطے کے عزائم حاصل کرنے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ وزیر خارجہ ڈاکٹر ایس جے شنکر نے اس سال جنوری میں چابہار پورٹ ڈیل اور شمال-جنوبی کوریڈور پر پیش رفت پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ایران کا دورہ کیا۔

ایران، انٹرنیشنل نارتھ- ساؤتھ ٹرانسپورٹ کوریڈور (INSTC) کے مرکز میں ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی جہازرانی کے وزیر سربانند سونووال نے دونوں ممالک کے لیے ایک اہم جیو اکنامک پیش رفت میں اگلے 10 سالوں کے لیے چابہار بندرگاہ کو چلانے کے معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ نئی دہلی برکس (برازیل، روس، بھارت، چین، جنوبی افریقہ) میں شامل ہونے کے لیے تہران کا کلیدی حامی رہا ہے، یہ پیش رفت بالآخر ستمبر 2023 میں جنوبی افریقہ برکس سربراہ اجلاس کے دوران ہوئی۔ اس سے پہلے نئی دہلی کے طاقت کے گلیاروں میں تہران کی نئی دہلی کی قیادت میں وائس آف دی گلوبل ساؤتھ سمٹ کے لیے حمایت کا بڑے پیمانے پر اعتراف کیا گیا تھا۔ ایرانی مفادات کے خلاف واشنگٹن کی مسلسل کوششوں کے باوجود یہ ہندوستان ہی تھا جس نے 2018 میں اپنے ثابت قدم سفارتی سرمائے کے ذریعے چابہار بندرگاہ سے متعلق سرمایہ کاری کے لیے امریکہ سے چھوٹ حاصل کی۔ تہران نئی دہلی کی جیوا کنامک اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور یہی صحیح پہچان ہے جس نے رئیسی کے برسوں اقتدار کے دوران دونوں ممالک کو قریب کیا۔

وزیر اعظم نریندر مودی کے تعزیتی پیغام میں رئیسی کے ''ہندوستان -ایران دوطرفہ تعلقات کو مضبوط بنانے میں شراکت'' کی جانب اشارہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں ممالک نے حالیہ برسوں میں رئیسی کی قیادت میں کیا پیش رفت حاصل کی ہیں، تاہم ان کی وفات کے بعد بھی ان کے ناقدین، خاص طور سے مغربی ناقدین، انہیں ایک سخت گیر شخص کے طور پر بیان کرتے ہیں، جس نے عوامی اختلاف رائے کو زبردستی رد کیا۔ لیکن یہاں سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا یہ واقعی ایک میکانکی ناکامی تھی یا تخریب کاری یا کسی بڑی سازش کا حصہ، جس کے تحت رئیسی جاں بحق ہوئے۔ مزید برآں، رئیسی اور امیر عبداللہیان کو سیکورٹی اور انٹلی جنس ایجنسیوں نے ایک ہی 40 سال پرانے ہیلی کاپٹر میں سفر کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ کیا یہ واقعی ایک سازش تھی یا اس کے پیچھے کسی کا ہاتھ تھا؟ یہ صرف وقت ہی بتا سکے گا۔ لیکن ان کی ہلاکت کے بعد ایران میں یہ چہ میگوئیاں بھی جاری ہوگئی ہیں کہ شاید ان کی جگہ آیت اللہ خامنہ ای کے صاحبزادے مجتبیٰ خامنہ ای کو ایران کا نیا صدر اور خامنہ ای کا جانشین مقرر کیا جاسکتا ہے جو کہ اس پورے واقعے کو مزید پیچیدہ بنا دیتا ہے، تاہم ایرانی حکومت نے اس حادثے کو کوئی سازش قرار دینے میں احتیاط سے کام لیا ہے اور ساتھ ہی اس میں اپنے سب سے بڑے دشمن اسرائیل کی شمولیت کو خارج از امکان قرار دیا ہے، جو کہ سیاسی سطح پر ایک بڑا اور دوررس اثر رکھنے والا بیان قرار دیا جاسکتا ہے۔ ■

(مضمون نگار سینئر سیاسی تجزیہ نگار ہیں، ماضی میں وہ بی بی سی اردو سروس اور خلیج ٹائمز دبئی سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں)

ایران کی نئی امید

عبوری صدر محمد مخبر

محمد مخبر ایران کے موجودہ عبوری صدر ہیں۔ سابق نائب صدر نے 20 مئی کی صبح عدلیہ کے سربراہ غلام حسین محسنی ایجی اور پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر غالب کے ساتھ ایک غیر معمولی میٹنگ کی۔ آئین کے مطابق، ان تینوں کو 50 دن کے اندر نئے صدارتی انتخاب کے لیے انتظامات عمل میں لانے ہوں گے۔ اس وقت تک مخبر عبوری صدر کے عہدے پر فائز رہیں گے۔ رئیسی نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد اگست 2021 میں مخبر کو پہلا نائب صدر مقرر کیا تھا۔ وہ 1989 میں آئین پر نظر ثانی کے بعد سے اس کردار میں خدمات انجام دینے والے ساتویں شخص ہیں اور اب تک کے سب سے زیادہ بااثر نائب صدر ہیں۔

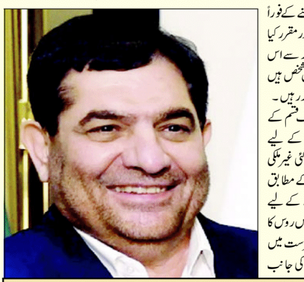

پہلے نائب صدر کے طور پر، مخبر نے مختلف قسم کے سرکاری ترقیاتی منصوبوں کا افتتاح کرنے کے لیے ملک بھر کا سفر کیا اور رئیسی کے ساتھ یا اکیلے کئی غیر ملکی دوروں پر وفود کی قیادت کی۔ اطلاعات کے مطابق انہوں نے اسلحے کی منتقلی پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے اعلیٰ فوجی اور سیکورٹی حکام کے ساتھ حال ہی میں روس کا دورہ بھی کیا تھا۔ مخبر ان افراد اور اداروں کی فہرست میں شامل تھے جن پر 2010 میں یوروپی یونین کی جانب سے ایران کے جوہری اور بیلسٹک میزائل پروگرام سے متعلق سرگرمیوں میں مبینہ طور پر ملوث ہونے کی وجہ سے پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ دو سال بعد ای یو نے انہیں اس فہرست سے باہر کر دیا تھا۔ وہ بڑے پیمانے پر ایگزیکٹو امور کے انتظام کے طویل تجربے کے ساتھ ایک عملی آدمی کے طور پر بھی دیکھے جاتے ہیں۔

مخبر ان افراد اور اداروں کی فہرست میں شامل تھے جن پر 2010 میں یوروپی یونین کی جانب سے ایران کے جوہری اور بیلسٹک میزائل پروگرام سے متعلق سرگرمیوں میں مبینہ طور پر ملوث ہونے کی وجہ سے پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ دو سال بعد ای یو نے انھیں اس فہرست سے باہر کر دیا تھا۔

نائب صدر کے عہدے پر اپنی تقرری سے قبل مخبر نے 14 سال تک ایران کے سیٹاد یا امام خمینی کے حکم پر عمل درآمد کی تنظیم کے سربراہ کے طور پر خدمات انجام دی ہیں۔ سیٹاد ایک انتہائی طاقتور اقتصادی جماعت ہے جسے ایران کے پہلے سپریم لیڈر آیت اللہ روح اللہ خمینی کے تحت قائم کیا گیا تھا، جو خیراتی امور پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی مالیت دسیوں ارب ڈالر ہے اور یہ ایرانی سپریم لیڈر کے براہ راست کنٹرول میں ہے۔ مخبر کی قیادت میں سیٹاد نے کووڈ مہاماری کے دور میں کووی ایران برکت دوا تیار کی تھی، جو کہ ایران کی تیار کردہ اہم کورونا وائرس ویکسین ہے، اور جس سے لاکھوں افراد کو کورونا کے خلاف جنگ لڑنے میں مدد حاصل ہوئی تھی۔ ■

ایرانی نظریہ کو پیش کرنے میں ماہر تھے

حسین امیر عبداللہیان

حسین امیر عبداللہیان ایران کے وزیر خارجہ تھے، جو ملک کے نیم فوجی پاسداران انقلاب کے قریبی سخت گیر حامی تھے اور مغرب کا سامنا کرتے ہوئے ملک کے جوہری پروگرام پر امریکہ کے ساتھ بالواسطہ بات چیت کی نگرانی بھی کررہے تھے۔

امیر عبداللہیان نے امریکہ کے ساتھ دوطرفہ جوہری معاہدے کے خاتمے کے بعد تہران کی حکومت کے سخت گیر رویے کی حمایت کی تھی جب صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے یکطرفہ طور پر امریکہ کو معاہدے سے الگ کردیا۔ انہوں نے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کے حامی صدر ابراہیم رئیسی کے ماتحت خدمات انجام دیں اور ان کی پالیسیوں پر عمل کیا۔

ساتھ ہی امیر عبداللہیان نے 2023 میں علاقائی حریف سعودی عرب کے ساتھ مذاکرات تک پہنچنے کی کوششوں میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ اقدام اسرائیل اور حماس کی جنگ کے بعد شروع ہونے والی کشیدگی کا شکار ہوگیا۔

امیر عبداللہیان نے 2011 سے 2013 تک علی اکبر صالحی کے ماتحت وزارت خارجہ میں خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد وہ وزیر خارجہ محمد جواد ظریف کے ماتحت رہے جنہوں نے اعتدال پسند صدر حسن روحانی کی انتظامیہ کے تحت طے پانے والے جوہری معاہدے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا لیکن ظریف اور امیر عبداللہیان کے درمیان ایران کی خارجہ پالیسی میں اندرونی اختلافات کی وجہ سے آپسی اختلاف ہوگیا تھا۔ ظریف نے انہیں عمان میں سفیر کی پیشکش کی، جو کہ سلطنت کے طویل عرصے سے ایران اور مغرب کے درمیان بات چیت کرنے والے کے طور پر خدمات انجام دینے کی وجہ سے ایک اسٹرٹیجک لحاظ سے اہم عہدہ ہے۔ لیکن امیر عبداللہیان نے انکار کردیا۔ وہ 2021 میں اپنے انتخاب کے ساتھ رئیسی کی قیادت میں وزیر خارجہ بن گئے۔ انہوں نے ایرانی حکومت کے موقف کی حمایت کی، یہاں تک کہ 2022 میں بڑے پیمانے پر ملک گیر مظاہروں کی مذمت کی۔

اسرائیل-حماس جنگ کے دوران انہوں نے غیر ملکی حکام اور حماس کے رہنماؤں سے ملاقاتیں جاری رکھیں۔ انہوں نے اسرائیل کے خلاف انتقامی کارروائی کی دھمکی بھی دی اور اپریل میں اسرائیل پر حملے کی تعریف بھی کی۔ انہوں نے ایران کے ایٹمی ہتھیاروں سے لیس پڑوسی پاکستان کے ساتھ فضائی حملوں کے مختصر تبادلے پر ایران کے ردعمل کی بھی نگرانی کی اور افغانستان میں طالبان کے ساتھ سفارت کاری پر کام بھی کیا، جن کے ساتھ ماضی میں ایران کے تعلقات کشیدہ رہے تھے۔ ■

رئیسی نے چین اور روس سے قربت

پابندیوں کو بے اثر کرنے کیلئے بڑھائی

رئیسی نے ایران کا صدر بننے کے بعد چین سے رشتہ کچھ اور مستحکم کیا مگر اس بات کا خیال رکھا کہ ہندوستان سے ایران کے تعلقات برقرار رہیں، ایران کے ہندوستان سے تعلقات پر کوئی آنچ نہ آئے۔

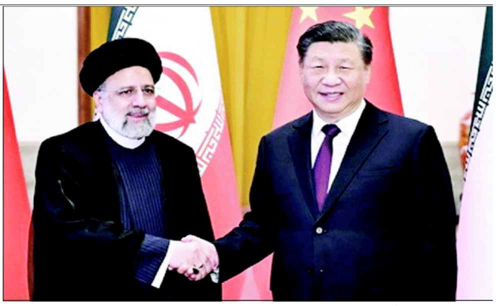

ایران کے ایٹمی پروگرام کو امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں نے کیوں متنازع بنایا؟ یہ آج بھی ایک جواب طلب سوال ہے، کیونکہ امریکہ کو ایٹم بم بنانے سے اگر کسی ملک کو واقعی روکنا ہوتا تو وہ سب سے پہلے شمالی کوریا کو روکتا، اس کے خلاف کارروائی کرتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ حسن روحانی کے دور صدارت میں ایک وقت ایسا لگا تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی یوروپی ممالک ایران کے ایٹمی پروگرام کا پرامن حل نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لیے ایران سے معاہدہ کیا ہے لیکن براک اوباما کی جگہ ڈونالڈ ٹرمپ کے امریکہ کا صدر بنتے ہی حالات بدل گئے۔ ٹرمپ نے ایک طرف شمالی کوریا کے خلاف کوئی فوجی کارروائی نہیں کی، اس کے ایٹمی پروگرام کو روکنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے کے بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا تو دوسری طرف ایران کے ایٹمی پروگرام پر ہوئے معاہدے کو مسترد کردیا۔ یہ بات اس وقت کے ایرانی صدر حسن روحانی کو یہ سمجھا دینے کے لیے کافی تھی کہ امریکہ دراصل چاہتا کیا ہے؟ روحانی سے یہ بات پوشیدہ نہیں تھی کہ چین، امریکہ کی جگہ لینا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں کی پابندیوں کو بے اثر بنانے کے لیے روحانی کے ایران کا جھکاؤ چین اور روس کی طرف ہوگیا۔ 2016 میں چینی سربراہ شی جن پنگ نے جب ایران کا دورہ کیا تو چین نے ایران کے تیل، گیس اور پیٹروکیمیکل انڈسٹریز میں 300 سے 400 ارب کی سرمایہ کاری کا معاہدہ کیا۔ یہ کتنا بڑا معاہدہ تھا، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ پاکستان کی جی ڈی پی 340.64 ارب ڈالر ہے جبکہ سری لنکا کی جی ڈی پی 321.98 ارب ڈالر ہے۔ رئیسی نے ایران کا صدر بننے کے بعد چین سے رشتہ کچھ اور مستحکم کیا مگر اس بات کا خیال رکھا کہ ہندوستان سے ایران کے تعلقات برقرار رہیں، ایران کے ہندوستان سے تعلقات پر کوئی آنچ نہ آئے۔ جنگ میں امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادی یوکرین کی مدد کررہے تھے تو ان کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر روس سے ایران نے رشتہ نبھایا۔ ہندوستان، چین اور روس سے تعلقات کی وجہ سے ایران پابندیوں سے نمٹنے میں کسی حد تک کامیاب رہا۔ رئیسی کی توجہ ایران کو زیادہ سے زیادہ طاقتور بنانے پر رہی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اسرائیل-ایران تنازع میں امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں نے جنگ کے لیے اسرائیل کا حوصلہ نہیں بڑھایا۔ اس میں دورائے نہیں کہ ہیلی کاپٹر حادثے میں ایرانی صدر ابراہیم رئیسی اور ایرانی وزیر خارجہ حسین امیر عبداللہیان کی موت ایران کے لیے ایک بڑا دھچکا ہے مگر ایران کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کے پاس وژنری لیڈروں کی کمی نہیں ہے۔ ■